



سوال

(426) شوہر کے رشتہ داروں سے پردہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری دو ماہ قبل شادی ہوئی ہے، میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ جب گھر میں میرے بھائی، ماموں یا چچا آئیں تو ان سے احوال گیری کر لیا کرو، لیکن اس پر دینداری کا غلبہ ہے جس کی بنا پر وہ اس طرح مزاج پرسی کرنے کو شرعی پردہ کے خلاف سمجھتی ہے، مجھے اس کی دینداری کی وجہ سے سخت امتحان کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، ممکن ہے کہ میری طرح دیگر قارئین بھی اس قسم کی آزمائش سے دوچار ہوں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے خاوند کو قیم یعنی گھر کا سربراہ کہا ہے۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کو اس کی بیوی کے لئے جنت یا دوزخ قرار دیا ہے۔ [2]

شریعت نے نیک بیوی کو بھی بہت اہمیت دی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دنیا کا بہترین متاع انسان کی نیک بیوی ہے۔ [3]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس انسان کو نیک بیوی مل گئی اسے گویا دنیا و آخرت کی خیر و برکت مل جاتی ہے۔ [4]

بہر حال دین اسلام میں اچھے خاوند اور نیک بیوی کو بہت اہمیت دی گئی ہے لیکن افسوس کہ فریقین کی طرف سے اس سلسلہ میں افراط و تفریط کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، ہم اس موضوع پر تفصیل سے لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے اتفاقاً یہ سوال سامنے آگیا، لہذا اس کے جواب میں ہماری کچھ گزارشات ہدیہ قارئین ہیں :

اللہ تعالیٰ نے سورہ تحریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے مقابلہ میں متبادل بیویوں کی جن صفات کا ذکر کیا ہے ان میں علم کے بجائے عمل و کردار کو نمایاں کیا گیا ہے، ویسے بھی جن بیویوں کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ عمل و کردار سے عاری ہوں تو ان میں خادمیت کے بجائے خدمت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے جو گھریلو زندگی کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے ہاں گھریلو عائلی زندگی کے تنازعات میں مسئلہ خدمت ہی زیادہ کارفرما ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پر ساس اپنی بہو کو پاؤں کا جوتا خیال کرتی ہے جبکہ بیوی یہ سمجھتی ہے کہ میرا نکاح جس خاوند سے ہوا ہے وہی مجھ سے واجبی سی خدمت لینے کا روادار ہے، اس سے گھریلو جھگڑے جنم لیتے ہیں اور زندگی اجیرن اور زہر کی طرح کڑوی بن جاتی ہے۔



ہمارے معاشرہ میں دینی تعلیم سے آراستہ لڑکیاں جب شادی کے بعد اپنے خاوند کے کھر جاتی ہیں تو ان کے جذبہ دینداری کو خوب کچلا جاتا ہے اور بات بات پر ان کی دینداری کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ مجھے کئی ایک ایسی بچیوں کے فون آتے ہیں، جس میں وہ اپنی اس آزمائش کا واپس لڑتی ہیں، ایک لڑکی جو پردے کی پابند ہوتی ہے شادی کے بعد اس کے دیوار اس کی چادر تار تار کر دیتے ہیں اور خاوند دلوٹ بن کر کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا ہوتا ہے، ایک لڑکی جس کا خاوند گھر سے باہر ہے اور وہ اس کی عدم موجودگی میں سادگی کے ساتھ زندگی کے ایام گزارتی ہے، زلیو اور بھڑکیلا لباس نہیں پہنتی تو خاوند کی طرف سے اسے مجبور کیا جاتا ہے کہ تم میری عدم موجودگی میں بھی زیب و زینت سے آراستہ رہا کرو تا کہ مجھے اپنے بھائیوں کی طرف سے طعنے وغیرہ نہ ملیں۔

دوسری طرف کچھ تعلیم یافتہ ایسی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں کہ شادی کے بعد ان کا علم انہیں غرور و تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ وہ کسی رشتہ دار کی مزاج پر سی کرنے کو عار نیال کرتی ہیں بلکہ اسے اپنی دینداری کے خلاف سمجھتی ہیں جیسا کہ سوال میں اس کا ذکر کیا گیا ہے، اگر کوئی عورت اپنی چادر اور چار دیواری کا تحفظ کرتے ہوئے خاوند کے قریبی رشتہ داروں کی حال گیری اور مزاج پر سی کرتی ہے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، اگر اپنی مصنوعی دینداری کو قائم رکھتے ہوئے ترش روئی اور قطع تعلقی کا مظاہرہ کیا جائے تو اس رویے کے منفی اثرات بھی برآمد ہو سکتے ہیں، بلکہ بیسیوں واقعات ہمارے علم میں ہیں کہ خاوند نے اپنی بیوی کو خشک مزاجی بلکہ بے مروتی کے پیش نظر اسے طلاق دے کر اپنی زوجیت سے فارغ کر دیا جبکہ ہماری اسلاف خواتین کے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ شب عروسی کے بعد خود دلہن نے ولیہ کے لئے کھانا تیار کیا اور خود ہی مہمانوں کے ہاں اسے پیش فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کی جب شادی ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے دعوت ولیہ کا اہتمام کیا، اس وقت ان کی دلہن نے ہی کھانا تیار کیا اور اسے مہمانوں کے لیے پیش کیا۔ [5]

بلکہ ایک روایت کے الفاظ ہیں: ”اس دن دلہن ہونے کے باوجود ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی ہی ان مہمانوں کی خدمت گزار تھی۔“ [6]

اس حدیث کے پیش نظر یہی روئے پر نظر ثانی کرنا چاہیے، اپنے پردے کے تحفظ کے ساتھ اگر مہمانوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ مزاج پر سی کر لی جائے تو شرعی طور پر اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور نہ ہی اسلام اس قسم کے خشک زہد کی اجازت دیتا ہے۔ میرے علم میں چند گھرانے ایسے بھی ہیں کہ وہ بیوی کے خشک رویے کے پیش نظر انتہائی قریبی رشتہ داروں سے کٹ گئے ہیں اور آپس میں تعلقات بھی خراب ہو گئے۔ ہمیں اس بات کا بھی علم ہے کہ کچھ خاوند سہل پرست اور کچھ انتہا پسند بھی ہوتے ہیں، ان کی سہل پرستی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اپنی بیوی کو حکم دیتے ہیں کہ تو نے میرے فلاں دوست سے پردہ نہیں کرنا ہے اور میرے فلاں رشتہ دار کے سامنے کھلے منہ آنا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہ اجازت نہ تھی کہ کھلے بندوں ازواج مطہرات سے کوئی چیز طلب کریں بلکہ انہیں یہ حکم تھا: ”جب تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو۔“ [7]

آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ پردہ تو آنکھوں اور دل کا ہونا چاہیے جبکہ اللہ تعالیٰ پردے کی علت اور حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے۔“ [8]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شرعی پردے سے مرد اور عورت دونوں کے دل سبب و شگ سے محفوظ اور ایک دوسرے کے ساتھ فحشے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ خاوند کے ہتھوٹے بڑے بالغ بھائیوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ان کے ساتھ بے تکلف ہونے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو۔“ یہ سن کر کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! دلوں کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دلوں تو موت ہے۔“ [9]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کے بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ دار بیوی کے لئے محرم نہیں ہیں لہذا عورت کو چاہیے کہ اپنی عزت و آبرو کے تحفظ کے پیش نظر ان سے اختلاط نہ کرے بلکہ غلو و تنہائی سے بھی محتاط رہنا چاہیے۔ ہمارے ہاں معاشرتی بگاڑ کی ایک وجہ خاوند کا دینی معاملات میں انتہائی تشدد بھی ہے، اس کی والدہ اور دہلہا کا دوست جو اس نکاح میں واسطہ تھا، بیٹھ کر لگے، لڑکی کے گھر جانے کے بجائے مسجد میں ڈیرہ لگایا اور وضو کی ٹوٹیوں سے پانی پیا پھر سادگی کے ساتھ مسجد میں نکاح ہوا۔ دہلیا میاں اپنے ساتھ دلہن کے لئے وٹلے ہوئے کپڑے لے کر گیا تھا وہ کپڑے دلہن کو پہنا دیئے اور چاند گاڑی کی ایک سیٹ جو خالی رکھی گئی تھی، اس پر اسے بٹھا کر اپنے گھر لے آئے، اس نکاح کا علاقہ بحر میں بہت چرچا



ہوا لیکن اس نکاح کا دوسرا رخ جو انتہائی تکلیف دہ اور روح فرساتھا وہ یہ کہ دوماہ بعد لڑکی کا والد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیٹی اپنے سسرال جانے کے لئے آمادہ نہیں ہے، اس کا کہنا ہے کہ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو، یہ مجھے منظور ہے لیکن میں ان کے ہاں نہیں جانا چاہتی۔ میں نے اس لڑکی کو اپنے گھر بلایا اور اپنی اہلیہ مرحومہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے اپنے سسرال جانے پر آمادہ کرے۔ کیونکہ نکاح کا بندھن کوئی بجلی کا بلب نہیں کہ ایک کی جگہ دوسرا لگا کر کام چلا لیا جائے، اہلیہ نے بہت سمجھایا لیکن لڑکی کسی بھی طرح سسرال جانے پر آمادہ نہ ہوئی، آخر کار یہ کمان میں نے اپنے ہاتھ میں لی اور سسرال کے ہاں نہ جانے کی وجہ معلوم کرنا چاہی، لڑکی نے بتایا کہ سسرال کے ہاں صرف تین افراد ہیں، ایک میرے میاں دوسرے اس کے چھوٹے بھائی اور تیسری اسکی والدہ لیکن وہاں مجھ پر پردہ کے سلسلہ میں اس قدر سختی کی جاتی ہے گھر میں دوپٹہ یا چادر اوڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ مجھے ایک موٹا کھیس دیا گیا ہے کہ گھر میں بھائی کی موجودگی میں اسے اپنے اوپر لینا ہے، اب میں گھر میں اس قدر دلبرداشتہ ہوں کہ مجھے موت قبول ہے لیکن وہاں نہیں جاؤں گی، دلہا سے طلاق لے کر لڑکی کی جان بخشی کرنا پڑی کیونکہ دلہا میاں اعلیٰ نسل کے مسلمان ہونے کی بنا پر اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور وہ اس میں کسی طرح سے نرمی کرنے پر آمادہ نہیں تھے، آخر یہ کون سا اسلام ہے جس پر ہم عمل پیرا ہیں؟ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ ”عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے وہ آپ کے ساتھ کبھی ایک انداز پر گذر بسر نہیں کرے گی اگر تم اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی اس سے فائدہ حاصل کرو اور اگر تم نے اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو تم اسے توڑ بیٹھو گے اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔“ [10]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی مومن شوہر اپنی مومن بیوی سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہے تو اسے اس کی کوئی دوسری عادت پسند بھی ہو گی۔“ [11]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک خاتون کو اس طرح تلقین فرمائی کہ جو عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ [12]

ہماری اس دراز نفسی کا مطلب یہ ہے کہ بیوی خاوند دونوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے اور دین اسلام میں بستے ہونے ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

[1] النساء: ۳۴۔

[2] مستدرک حاکم ص ۱۸۹ ج ۲۔

[3] صحیح مسلم، الرضاع: ۱۳۶۷۔

[4] شعب الایمان ص ۲۳۳ ج ۴۔

[5] صحیح البخاری، النکاح: ۵۹۸۲۔

[6] صحیح البخاری، النکاح: ۵۱۸۳۔

[7] الاحزاب: ۵۳۔

[8] الاحزاب: ۵۳۔

[9] صحیح البخاری، النکاح: ۵۲۳۲۔

[10] صحیح مسلم، الرضاع: ۳۶۴۳۔

[11] صحیح مسلم، الرضاع: ۳۶۴۵۔

[12] سنن الترمذی، الرضاع: ۱۱۶۱۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4۔ صفحہ نمبر: 377

محدث فتویٰ